تُحْفَةُ الْاَحْبَابِ لِمُطَالَعَةِ الْكِتَابِ

المعروف

مطالعہ کی اہمیت

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ



www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

امابعد! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا طالبِ علم ہو یا عالم کی باتیں سننے والا (اس کا ہم نشین اور فیضانِ علم کا طالب) یا علم سے محبت کرنے والا اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔[1]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان اِن چاروں صفات کا حامِل ہو یا اِن میں سے کسی ایک پر ضرور عمل پیرا ہو ورنہ پانچویں چیز ہلاکت وبربادی ہے۔ ہمارے بزرگانِ دین و علمائے کرام نے کس طرح چراغ سے چراغ روشن کیا اور اِس سلسلہ میں کن کن مشکلات کا سامنا اُن کو کرنا پڑا اور علمِ دین پڑھنے پڑھانے کے جذبہ کو اُبھارنے کے لئے اُستاذ العُلَماء حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مد ظلہ العالی نے "**تُحْفَةُ الْاَحْبَابِ لِمُطَالَعَةِ الْكِتَابِ مطالعہ کی اہمیت**" رسالہ آج سے ۲۰ سال قبل تحریر فرمایا اُس وقت ایک مرتبہ شائع ہوا اور اب جدید طرز پر زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

علامہ اُویسی صاحب مد ظلہ العالی تحریر اور تدریس کے میدان کے شَہسوار ہیں۔ آپ تین ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں ہر فن پر آپ کی کتاب یا حواشی موجود ہے اور اکثر کُتُب غیر مطبوعہ ہیں۔ علامہ صاحب اکثر فرماتے ہیں کہ "قلم اور درہم کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔"

اگر کوئی صاحبِ خیر کتاب شائع کروانا چاہیں تو ہمارے ادارے سبز واری پبلشرز سے رابطہ فرمائیں۔

خاکپائے علمائے اَہلِ سنت

عبد الکریم قادری رضوی

خطیب و امام جامع مسجد حیدری

سید محمد شاہ دولہا سبز واری کندی والا بخاری علیہ الرحمہ، کھارادر کراچی

---

[1] (حلية الأولياء، وَرَوَى مِسْعَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ السُّدِّيِّ، ۷/۳۷ دار الكتب العلمية – بيروت)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمُ

(جب کہ ہندوپاک کی تقسیم ہوئی) میں حفظِ کلامِ الٰہی سے فارغ ہو کر کُتُبِ فارسیہ و عربیہ کی تحصِیل میں مصروف ہو گیا۔ ایک سال فارسی کُتُب پڑھنے کے بعد صَرف و نَحو و دیگر فُنُونِ معقول و منقول وغیرہ سے ۱۳۷۱ھ، ۱۹۵۲ء میں فراغت پائی۔ اس میں دورۂ حدیث کا وقت بھی شامل ہے پھر ۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۳ء تک مدرسہ منبع الفیوض حامد آباد میں مسلسل تعلیم و تدریس کا مشغلہ رہا۔ اب عرصہ تین سال سے بہاولپور جامعہ اُویسیہ رضویہ میں مَشغولِ درس رہا اس میں پانچ سالہ درس دورۂ تفسیر القرآن بھی شامل ہے۔

اتنا طویل وقت تعلیم و تعلم میں گزارنے سے اس نتیجہ کو پہنچا کہ ''اَلۡعِلۡمَ نُوۡرٌ مِنۡ اِلٰہٍ وَنُوۡرُ اللّٰہِ لَا یُعۡطٰی لِلۡعَاصِیۡ''[٢]

یعنی علم نورِ الٰہی ہے اور نورِ الٰہی مُجرم کو نہیں ملا کرتا۔

گذشتہ صدیوں کے طَلَباء کے حالات کتابوں میں دیکھے پھر موجودہ طَلَباء کی ناگُفتہ بہ (نا قابلِ بیان) حالتیں دیکھیں دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ گذشتہ زمانہ میں نہ کہیں ریل گاڑیاں تھیں اور نہ بسیں چلتی تھیں اور نہ ہی سائیکل اور تانگے تھے اور نہ شاندار سڑکیں اور پھر بجلی جیسی شاندار روشنی تو زہے نصیب۔ اُن (طلَبَاء) کو تو مٹی کا تیل مل جاتا تب بھی غنیمت سرسوں کا تیل اپنا نہیں۔ دوسروں کے گھروں کی روشنی میں کھڑے ہو کر مطالعہ کرتے کھانے کے لئے مدت تک تازی روٹی تو زہے قسمت باسی روٹی کے کبھی ٹکڑے مل جاتے تو اُسے فضلِ ایزدی (اللہ کریم کا فضل) سمجھتے۔ **مُشتے نمونہ از خروارے**[٣] چند واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

حکایات

خوراک کا مسئلہ:

(۱) حافظ الحدیث حجاج بغدادی شبابہ کو تعلیم کے لئے تشریف لے گئے تو اپنے گھر سے سو کُلچے پکوا کر لے گئے۔ وہاں بغیر سالن کے پانی میں بِھگو کر روزانہ کھاتے۔ جب وہ سو کلچے ختم ہو گئے تو کھانے کا کوئی دیگر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے واپس گھر لوٹے۔[٤]

(۲) شیخ الاسلام بقی بن مخلد نے چقندر کے پتے کھا کر اتنا بلند مرتبہ حاصل کیا۔[٥]

---

[٢]) یہ امام وکیع کا قول ہے۔

[٣]) یعنی بہت سے واقعات میں سے چند نمونے کے طور پر۔

[٤]) (تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ التاسعۃ ۲/۸۱ دار الکتب العلمیۃ – بیروت، الطبعۃ: الأولی ۱۹۹۸م)

[٥]) (تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ العاشرۃ ۲/۸۲ دار الکتب العلمیۃ – بیروت، الطبعۃ: الأولی ۱۹۹۸م)

(۳) امام بخاری نے کھانا نہ ملنے پر تین دن متواتر جنگل کی بُوٹیاں کھائیں۔[6]

(۴) طبرانی جیسے محدث اور اُن کے دو ساتھی طالبِ علمی کے دور میں بھوک اور فاقوں سے نڈھال ہو گئے آخر تنگ آ کر بارگاہِ رسالت میں عرض کرنا پڑا۔

(۵) شیخ الفُقہاء امام برنانی جب خُراسان پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے تو اپنا کچھ خرچ ساتھ تھا وہ ختم ہو گیا لیکن علم کی خاطر بُھوک و فاقہ سر پر اُٹھانے سے کئی روز ایسے ہی گزارے پھر جب بھوک کی اذیت برداشت نہ ہو سکی تو نانبائی کی دکان پر اِس غرض سے جا بیٹھتے کہ کھانے کی خوشبو سے ہی کچھ تقوِیت طبیعت کو پہنچائیں۔[7]

(۶) امام ابو حاتم رازی محدث نے طالبِ علمی میں بُھوک (کی وجہ) سے اپنے کپڑے بیچ ڈالے۔[8]

(۷) امام ابن جریر طبری نے طالبِ علمی میں تنگی خرچ سے اپنے کُرتے کی دونوں آستینیں بیچ ڈالیں۔

(۸) شیخ ابو العلا بغدادی مسجد کی روشنی میں کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے اگر تیل کے خریدنے کی قدرت ہوتی تو اتنا دُکھ نہ اُٹھاتے۔

(۹) حکیم ابو نصر فارابی رات کو چوکیداروں کی قندِیلوں سے کھڑے کھڑے کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔[9]

طَلَبِ علم میں دور دراز سفر:

(۱) حضرت سعید بن المسیب تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایک حدیث کی خاطر کئی راتوں اور دنوں کو پاپیادہ (پیدل) چلا ہوں۔[10]

(۲) امام دارمی نے حدیث کی طلب میں حرمین شریفین، خُراسان، عراق، شام اور مصر کا سفر کیا۔[11]

(۳) امام بخاری نے چودہ برس کی عمر میں اپنی والدہ اور خواہر (بہن) کی نگرانی میں بُخارا سے لے کر مصر تک سارے ممالک طَلَبِ علم میں چھان ڈالے۔[12]

(۴) امام تسوی نے تیس برس سفر میں بسر کر دیئے۔

---

[6] (طبقات الشافعية الكبرى، الطبقة العاشرة [illegible] هجر للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية [illegible] هـ)

[7] (تذكرة الحفاظ، الطبقة الثالثة عشرة [illegible] دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى [illegible] م)

[8] (تذكرة الحفاظ، الطبقة التاسعة [illegible] دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى [illegible] م)

[9] (عيون الأنباء في طبقات الأطباء، ابو نصر الفارابي [illegible]، دار مكتبة الحياة بيروت)

[10] (البداية والنهاية، الباب سعيد بن المسيب رضى الله عنه [illegible]، دار الفكر، عام النشر [illegible] م)

[11] (وفيات الأعيان، الباب محمد بن طاهر المقدسي رضى الله عنه [illegible]، دار صادر بيروت، الجزء ٤ الطبعة [illegible])

[12] (سير أعلام النبلاء، ابْنُ أَبِي سَمِيْنَةَ مُحَمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيْلَ الهَاشِمِيُّ، جلد [illegible]، ص [illegible]، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى، الطبعة: الثانية [illegible] م)

(۵) شیخ الاسلام بقی بن مخلد نے دوسواسی (۲۸۰) شُیوخ سے حدیث روایت کی خود فرماتے ہیں کہ میں ہر ایک شیخ کے پاس پیدل گیا۔[۱۳]

(۶) ابن حیون محدث اُندُلُس (اسپین) نے حدیث اُندُلُس، عراق، حجاز اور یمن کے شُیوخ سے حاصل کی اور یمن اسپین سے براہ راست ساڑھے تین ہزار میل سے زیادہ ہے۔

(۷) اِبن المقری نے صرف ایک نسخہ ابن فضالہ کی خاطر ستر (۷۰) مَنزِل کا سفر کیا تھا اور ایک معمولی مَنزِل بارہ مِیل کی ہوتی ہے کل سفر آٹھ سو چالیس (۸۴۰) میل ہوا۔

(۸) مادرزاد نابینا حافظ الحدیث ابو العباس رازی نے حدیث شریف کے لئے بلخ، بخارا، نیشاپور اور بغداد کا سفر کیا، بلخ سے بغداد تین سو پینسٹھ (۳۶۵) مِیل ہے۔

(۹) حافظ طاہر مقدسی نے تمام سفر پاپِیادہ (پیدل) کئے اور کتابوں کی گٹھڑی بھی سر پر ہوتی۔ سفر کی کَوفت (تھکن) اور بوجھ کی مُشقّت سے پیشاب میں خون آنے لگتا۔ محدث موصوف کے مقاماتِ سفر درجِ ذیل ہیں: بغداد، مکہ، جزیرہ تنس (واقع بحیرۂ روم)، دمِشق، حلب، جزیرہ اِصفہان، نیشاپور، ہِرات، وحبہ، لوفان، مدبہہ نہاوند، ہمدان، واسطہ سادہ اسد آباد، انبار، اسفرائن، آمل، ہواز، بسطام، خسر وحرد، جرجان، آمد، استر آباد، بوسنج، بصرہ، دینور، رے، سرخش، شیراز، قزوین، کوفہ۔ مزید واقعات اور مذکورہ واقعات کی تفصیل فقیر کی کتاب میں ہیں۔

یہ چند نمونے موجودہ طلبہ سمجھداروں کے لئے کافی ہیں لیکن افسوس ہے ہمیں موجودہ طالبِ علموں سے کہ باوجود یہ کہ چپہ چپہ پر مدارس اور پھر ان میں اعلیٰ انتظام اور پھر گھر واپس آنے جانے کے لئے کرایہ جات کے علاوہ جیب خرچ، والدین سے علیحدہ اور مدارس سے علیحدہ اور کُتُبِ ضروریہ مفت، مطالعہ کا انتظام، مُدرّسین کی خدمات، مفت مُہتمم کی شب و روز جِدوجُہد سوا عوام کی نیاز مندی کے علاوہ، دُنیوی عزت مزید، لیکن **بایں ہمہ ناقص** بلکہ انقص واقع ہوتے ہیں۔ نہ کتاب سے اُنس، نہ مطالعہ میں دلچسپی، نہ اُستاد کی عزت، نہ رُفقاء سے محبت اور نہ مدرسہ سے لگاؤ۔ بلکہ خود دین سے بیزاری، سِنیما بینی کا مشغلہ، نماز سے بے تعلقی، اخلاق حسنہ سے دوری، نفسانیت و ہوائے نفس سے بھرپور، زنانہ بناؤ سنگار میں مصروف، خدا تعالیٰ کا ترَس (خوف) نہ اپنے نبی کریم ﷺ خلق العظیم رؤف رحیم ﷺ کے دین کی پاسداری کا خیال۔

نہ رات کو مطالعہ کریں گے نہ دن کو اسباق پڑھتے وقت دل لگائیں گے بلکہ اثناءِ درس (درس کے دوران) میں بھی دل کا رُخ کسی اور طرف ہوگا۔ کتابوں کی حالت دیکھو تو جہاں مرضی آئی پھینک ڈالیں۔ نہ ہی اُستاد صاحب کے احترام کا خیال بلکہ آنکھوں دیکھی بات ہے کہ اُستاد سے بُغض وعِناد (نفرت)۔ شاید وہی زمانہ آگیا کہ سرورِ عالم ﷺ نے علم کے اُٹھنے کا ذِکر فرمایا تو حضرت زیاد بن بعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

كيف يذهب العلم ونحن نقرأ القرآن ونقرئه أبناءنا، ويقرئه أبناؤنا أبناءهم إلى يوم القيامة

یعنی کیسے علم اُٹھ جائے گا حالانکہ قرآن ہم بھی پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھائیں گے پھر ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی یہ سلسلہ تا قیامت چلا جائے گا۔

---

[۱۳] (تذكرة الحفاظ، الطبقة العاشرة ۸۲ دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى ۱۴۱۹ھ)

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا دیکھئے یہ یہود اور نصاری اپنی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے نہیں رہے؟ لیکن صرف پڑھنا مقصود نہیں بلکہ اِس کا سمجھنا اور اُس پر عمل کرنا مقصود ہے۔[14]

یہی حالت آج ہماری ہے کاش ہمارے احباب اپنی حالت کو دُرُست کرلیں۔ میں نے صرف اَلدِّینَ نَصِیْحَۃٌ[15] کی غرض سے یہ کتابچہ لکھا تاکہ ہمارے احباب دینی کتب کے مطالعہ کا ذوق پیدا کریں۔ خدا کرے میری یہ حقیر خدمت قبول ہو جائے جو حضرات اِس سے مُستَفِید ہوں فقیر مؤلف کے لئے دعا فرمائیں۔ اگر کوئی غلط لفظ یا مضمون لکھا گیا تو اِطلاع دیں۔

فقیر اُویسی غفرلہ، ۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ بروز جمعہ

اگر آپ کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ بوقتِ فُرصت فقیر کی دیگر تصانیف کا مطالعہ فرمایا کریں ثواب دارین کے علاوہ آپ کی دینی معلومات میں اضافہ ہو گا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تمهيد

علم کی دولت ایسی نایاب چیز ہے جو کہ نہ زَر (پیسے) سے ملے اور نہ زور سے بلکہ یہ ایک فَضلِ ایزدی (اللہ کریم کا فضل) ہے جسے نصیب ہو جائے۔

کماقال علیہ السلام: مَنۡ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيۡرًا يُفَقِّهۡهُ فِي الدِّيۡنِ[16]

یہ دولت جس طرح عطائی ہے اسی طرح کَسۡبی (کمائی ہوئی) بھی ہے لیکن اس کَسۡبی (کمائی ہوئی) کو بھی عطائی سے تعبیر کیا جائے گا۔ جب کہ طالبِ علم اِس کے حُصُول میں پورے شرائط کو بجالانے کی کوشش کرے اور مُعطی العلم (علم عطاء کرنے والے یعنی اللہ کریم) سے توفیق و فیض کے لئے دست بدُعا رہے۔

[14] (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، محمد بن مبارک الحديث، مكتبة الرشد للنشر بالرياض، الطبعة: الأولى م)

[15] (شعب الإيمان، محمد بن مبارک الحديث، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، الطبعة: الأولى ھ م)

[16] (حلية الأولياء، محمد بن مبارک دار الكتب العلمية – بيروت)

مِنجُملہ اِن شرائط کے ایک مطالعہ کتب بھی ہے لیکن افسوس کہ زمانہ حال کے طلبہ و علماء حضرات عموماً بے پرواہی فرمارہے ہیں جس سے علم کے اُٹھنے کی یہی ایک وجہ ہے کہ جب تک کتاب کا مفہوم اور مطلب سمجھ نہ آئے اپنا اِجتہاد کہاں تک کام آئے گا۔ اس مختصر رسالہ میں مطالعہ کے چند فضائل وفوائد پیش کرنے کی سعادت کرنا چاہتا ہوں۔

گرقبول افتدزہے عزو شرف

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

باب اول

(۱)قال اللہ تعالیٰ: فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآٮِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ (التوبۃ:۱۲۲)

ترجمہ: کیوں نہیں کہ ان کے ایک گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

فائدہ: اس آیت شریف میں علمِ دین کے حُصُول کی نہ صرف ترغِیب و تحرِیص (لالچ) دلائی جارہی ہے بلکہ اس کے سمجھنے کے لئے بھی ارشاد ہورہا ہے اور مطالعہ کتب کے بغیر دین کی سمجھ خاک حاصل ہو گی۔ لامُحالَہ (یقیناً) اس سے کُتُب بینی کی تحرِیص (لالچ) وترغیب بھی ہے۔

(۲)قال علیہ السلام لان تغد فتعلم باب من العلم خیر من ان تصلی مائتہ رکعتہ۔[۱۷] (ابن عبدالبر والطبرانی ،احیاء جلد ۱ صفحہ ۸)

یعنی علم کا ایک باب (مسئلہ وغیرہ) حاصل کرنا سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔

(۳) وَقَالَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيۡہِ وسلم باب من العلم یتعلمہ الرجل خیر لہ مِنَ الدُّنۡيَا وَمَا فِيهَا۔[۱۸] (ابن عبدالبر والطبرانی ، جلد ۱ صفحہ ۸)

یعنی علم کا ایک باب (مسئلہ وغیرہ) حاصل کرنا دنیا ومافیہا (یہ عالم اور جو کچھ اس میں ہے، دنیا کے سارے متعلقات) سے بہتر ہے۔

---

[۱۷] (سنن ابن ماجه، باب فضل من تعلم القرآن وعلمه ۱/۷۹، الحدیث ۲۱۹ ، دار إحیاء الكتب العربیة فیصل عیسى البابي الحلبي)

[۱۸] (إحیاء علوم الدین، فضیلة التعلیم ۱/۱۸، دار المعرفة – بیروت)

فائدہ: ظاہر ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے ہر فن کا نیا مسئلہ اور نیا قاعدہ حاصل ہے خواہ اُس کتاب کو ہزار بار مطالعہ کریں جیسا کہ آگے چل کر عرض کروں گا۔ اِن شاءاللہ العزیز

(۴) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، «تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ، خَيْرٌ مِنْ إِحْيَائِهَا»[۱۹] (رواہ الدارمی)

یعنی رات کے کسی حصے میں علم کا پڑھنا یا پڑھانا ساری رات کے زِندہ رکھنے (عبادت کرنے) سے بہتر ہے۔

فائدہ: حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اشعة للمعات صفحہ ۱۸۵ جلد ۱ میں فرماتے ہیں:

درس گفتن علم وخو اندن بایکدیگر وبحث و تحقیق ومذاکرہ کردن علم یک ساعت از شب بہتر است اززندہ گرد ایندن تمام شب ونمازگزاردن دراں[۲۰]

فائدہ: شاہ صاحب کا قول حدیث شریف کے ترجمہ کی تائید کے لئے ہے ورنہ دانا را اشاہ کافی ست (عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے۔)

اب سوچئے کتاب کے صرف ایک گھنٹہ یا کم و بیش مطالعہ سے انسان کو ساری رات کی نہ صرف عبادت کا ثواب ملتا ہے بلکہ

کماقال الشیخ المحقق قدس سرہ تحت ھذا الحدیث: "زندہ دلو انیدن نفس خود رادرشب الخ"

وہ مُکاشَفات[۲۱] و مُشاہِدات جو صوفیہ کرام یا اُونچے طبقہ کے لوگوں کو شب بیداری سے نصیب ہوتے ہیں اُن سے بڑھ کر مطالعہ کا درجہ ہے۔

لیکن ہائے افسوس کہ آج مطالعہ کتب کی چاشنی علماء وطلبہ سے اُٹھتی جارہی ہے۔

وقال أبو الدرداء رضي الله عنه لَأَنْ أَتَعَلَّمَ مَسْأَلَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قِيَامِ ليلة۔[۲۲] (احیاء جلد ۱ صفحہ ۹)

یعنی میرے نزدیک ساری رات کے جاگنے سے کسی ایک مسئلہ کا سمجھنا بہتر ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

طَلَبُ الْعِلْمِ أفضل من النافلة۔[۲۳] (احیاء جلد ۱، صفحہ ۹)

---

[۱۹] (سنن الدارمي، باب مذاكرة العلم، الحديث، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ه م)

[۲۰] علم سیکھنا، پڑھنا ایک دوسرے کے ساتھ بحث و تحقیق اور مذاکرہ کرنا، علم کا وہ لمحہ ان تمام راتوں سے بہتر ہے جو نماز روزے کی حالت میں گزارے۔ (سعید ضیائی)

[۲۱] کشف کی جمع

[۲۲] (إحياء علوم الدين، فضيلة التعليم، دار المعرفة – بيروت)

[۲۳] (إحياء علوم الدين، فضيلة التعليم، دار المعرفة – بيروت)

یعنی علم کی طلب نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔

امام مالک رحمۃ اللّٰہ علیہ کی اپنے شاگرد کو تنبِیہ:

عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظہر کی اذان کے بعد میں کتابیں لپیٹتا ہوا نماز کی طرف اُٹھنے لگا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فقال یا هذا ما الذي قمت إليه بأفضل مما كنت فيه إذا صحت النية[24]

یعنی اے فلاں یہ کیا کر رہا ہے؟ جس عبادت میں تو بیٹھا ہے وہ اس عبادت سے افضل ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے۔

اگر نیت نیک ہے تو (اقول) اس سے یہ نہ سمجھنا کہ آپ نے فرض کی ادائیگی سے بھی روکا ہے یا نماز باجماعت سے آپ کا روکنا صرف سُنن کے بغیر نوافل کے لئے ہے۔

بابِ دوم

مطالعہ کتب ایک ایسا بیش بہا خزِینہ ہے کہ جس سے انسان نہ صرف دینی پیشوا بن سکتا ہے بلکہ روحانی مُقتدیٰ (جس کی پیروی کی جائے) بننے کے علاوہ دین و دنیا کی مَرکَزِیَّت حاصل کر لیتا ہے۔ اب میں چند فُضَلاء (فضیلت والے لوگوں) کا ذِکر حکایات میں پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے صرف کتب بینی کے ذریعہ سے دنیا کو اپنے قدموں میں جھکایا۔

(۱) حکیم ابو نصر فارابی جن کا عالَم میں بڑا شُہرہ (چرچا) ہے زمانہ طالبِ علمی میں رات کو راستہ میں پَاسبانوں (پہرے داروں) کی قندیلوں تلے کھڑے ہو کر کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔[25] (تذکرۃ الحفاظ جلد ۴ صفحہ ۱۲۰)

فائدہ: ان کے پاس اتنی فرصت نہ تھی کہ اپنا تیل خرید کر کے مطالعہ کا اِنتظام کرتے لیکن آج ہم ہیں کہ بجلیاں، قمقمے، شاندار روشنی یا کم از کم مٹی کا تیل عام مُہتمِم و مُنتظِمین کی طرف سے بھی اور عوام بھی خدمت کرنے کو ہیں لیکن شومئ قسمت کہ کتاب کے مطالعہ سے پھر بھی محروم۔

(۲) سیدنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مطالعہ اور کتب بینی کا حال خود یوں بیان فرماتے ہیں:

چه دو رہائے چراغی که در دماغ نرفت	
کدام باده محنت که در اياغ نرفت	
کدام خواب وچه آسائش وکجا آرام	
چه خار خار که در بستر فراغ نرفت	

[24] (إحياء علوم الدين، فضيلة التعليم ۹۱، دار المعرفة – بيروت)

[25] (عيون الأنباء في طبقات الأطباء، ابو نصر الفارابي ۴۱۱، دار مكتبة الحياة بيروت)

بحیرنم	زدل	خود	که	عمر	رفت	وے
زکنج	غمکده	ہرگز	به	صحن	باغ	نرفت

محدث قدس سرہ نے ان اشعار میں اپنا شب و روز کا مشغلہ بتایا ہے۔ گویا اس کی شرح ذیل کا واقعہ ہی ہے دورِ طالب علمی میں شُغلِ مطالعہ کا تذکرہ خود اپنے قلم سے رقم طراز ہیں کہ

از ابتدائے ایام طفولیت نمی دانم که بازی چیست و خواب کدام مصاحبت کیست وآرام چه وآسائش کودسیر کجا

یعنی بچپن سے میرا یہ حال تھا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ کھیل کود کیا ہے خواب مصاحبت آرام و آسائش کے کیا معنی ہیں میں نہیں جانتا کہ سیر کیسی ہوتی ہے۔

شب	خواب	چه	وسکون	کدام	ست
خود	خواب	بعاشقاں	حرام	ست

یعنی

خوردونوش:

ہرگز در شوق کسب دکار طعام بوقت نخورده و خواب درمحل بزده

یعنی تحصیلِ علم میں مشغولیت کی بناء پر کھانا کبھی وقت پر نہیں کھایا اور نیند بھر کر نہیں سویا۔

حصولِ تعلیم کے لئے مُشقّت: ہرروز باوجود غلبۂ برودت ہوائے زمستان وشدت حرارت تابستاں دوبار بمد دہلی که شاید از منزل ما بعد دومیل ے کردم درمیان روز ادنی وقفه درغریب خانه بسبب تناول چند لمقه که سبب عادی قوام حرکت ارادی است و اقع می سند دائم پدرو مادرمن درپے آن لودند که یکدم باکود کان جاء بازی کنم یا شب بوقت متعارف پادراز کشم و من می گفتم که آخرغرض ازبازی خاطرخوش کرد نست ومرا خاطربه ہمیں خوش است که چیزے بخوانم یامشقے کنم

یعنی میں جاڑے کی ٹھنڈی اور گرمی کے جُھلسا (جلا) دینے والے جھونکوں میں ہر روز دوبار دہلی کے مدرسہ میں جاتا تھا جو ہمارے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہو گا دوپہر کو تھوڑی دیر گھر ٹھہر کر چند لقمے ضرور تاً کھالیتا تھا۔ میرے والدین ہر چند کہتے تھے کہ تھوڑی دیر کے لئے قوم کے لڑکوں کے ساتھ کھیل لو اور وقت پر سو جاؤ۔ میں کہتا تھا کہ آخر کھیلنے سے مقصد دل کا خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اس سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں یا لکھوں۔

مطالعہ کتب اور شب بیداری: گاہے درا ثنائے مطالعه که ازنیم شب درمی گذشت والدم قدس سره مرا فریادے زد که بابا !چه می کنی من فے الحال درازی کشیدم تادروغ و اقع نشود ومی گفتم که خفته چه می فرمایند بازبرمن می نشستم و مشغول می شدم

یعنی کبھی مطالعہ کے دوران ایسا بھی ہوا کہ آدھی رات گزر گئی میرے والد صاحب نے مجھ سے فرمایا دیا کہ بابا! کیا کرتے ہو میں سنتے ہی فوراً لیٹ جاتا کہ جھوٹ واقع نہ ہو اور کہتا کہ میں سوتا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں جب وہ مطمئن ہو جاتے تو پھر اُٹھ بیٹھتا اور مشغول ہو جاتا۔

اور بسا اوقات یوں بھی ہوا مطالعہ کے اثناء میں نیند کے غلبہ سے سر کے بال اور عمامہ جلتے چراغ میں جل جاتے لیکن شیخ مطالعہ کے ذوق سے بدستور مُنہمِک (مشغول) رہتے۔(سوانح شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

یہی وہ شیخ محدث دہلوی ہیں جن کی بدولت آج ہند وپاک میں علمِ حدیث پڑھ کر علماء کی صف میں بیٹھا جاتا ہے لیکن افسوس کہ ہمارے طلبہ و بعض علمائے کرام بھی مطالعہ کا نام تک نہیں لیتے۔

(۳) اُستاذی مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو مطالعہ کا ذوق اتنا تھا کہ رات ہو یا دن، سفر ہو یا حضر، تندرست ہوں یا بیمار ہر وقت اور ہر حالت میں کتب بنی میں مصروف نظر آتے۔ اجمیر شریف زمانہ طالبِ علمی میں ایک مرتبہ آپ گر پڑے اور سر پر سخت چوٹ آئی چنانچہ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا اور کتب بنی کی ممانعت کر دی لیکن اس کے باوجود آپ کی شدتِ اِشتیاق کا یہ عالم تھا کہ اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر تیمارداروں سے نظر بچا کر مطالعہ میں مصروف رہتے۔(نوری کرن بریلی، رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

(۴) حضرت امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطالعہ کے وقت یہ عالَم ہوتا کہ اِدھر اُدھر کتابیں ہوتیں اور اُن کے مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے کہ دنیاومافیہا (یہ عالم اور جو کچھ اس میں ہے، دنیا کے سارے متعلقات) کی خبر نہ رہتی۔ بیوی کو کب گوارا ہو سکتا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی اس قدر گنجائش شوہر کے دل میں ہو چنانچہ ایک روز بگڑ کر کہا:

والله لهذه الكتب أشد علي من ثلاث ضرائر۔[26] (ابن جلد ا صفحہ ۴۵۱)

یعنی اللہ کی قسم یہ کتابیں مجھ پر تین سَوکَنوں (شوہر کی دیگر بیویوں) سے زیادہ بھاری ہیں۔

(۵) امام شافعی کے جلیل القدر شاگرد امام مزنی نے استاد کی کتاب الرسالہ کا پچاس برس مطالعہ کیا اور وہ خود ناقل ہیں کہ ہر مرتبہ کے مطالعہ میں مجھ کو نئے نئے فوائد حاصل ہوتے گئے۔[27]

(۶) ارسطو کی کتاب النفس کا ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس پر حکیم ابو نصر فارابی کے قلم کی یہ عبارت تھی

إني قرأت هذا الكتاب مائتي مرة۔[28] (ابن جلد ۲ صفحہ ۷۲)

---

[26] (وفيات الأعيان، الباب الزهری، دار صادر بيروت، الجزء ٤ الطبعة)

[27] (تهذيب الأسماء واللغات، فصل فی مولد الشافعی، رحمه الله، ووفاته، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

[28] (وفيات الأعيان، الباب الفارابي الفيلسوف، دار صادر بيروت، الجزء ٥ الطبعة)

یعنی میں نے اس کتاب کو سو مرتبہ پڑھا ہے۔

(۷) مولانا حماد الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات طلبہ کے حُجروں میں مخفی طور پر گشت کیا ایک طالب علم کو دیکھا کہ تکیے سے لگا ہوا مطالعہ کتاب میں مصروف ہے۔ دوسرے کو دیکھا کہ دوزانو مُستَعِد (کمربستہ) بیٹھا ہے کتاب زیرِ مطالعہ ہے اور موقعہ موقعہ سے لکھتا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر تجربہ کار اُستاد نے پہلے کی نسبت کہا

لَا يبلغ دَرَجَة الْفضل

یعنی یہ مرتبہ فضیلت کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔

دوسرے کی نسبت فرمایا: سيحصل الْفضل وَيكون لَهُ شَأْن فِي الْعلم

یعنی یہ البتہ فاضل ہو گا اور شانِ علماء حاصل کرے گا۔

تجربہ نے ثابت کر دیا کہ پیشن گوئی سچی تھی۔[29] (شق جلد ۱ صفحہ ۳۵)

(۸) شیخ الرئیس فرماتے ہیں طالب علمی میں میں نے کتاب "مابعد الطبیعة" کا چالیس مرتبہ مطالعہ کیا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا اگرچہ عبارت تمام یاد ہو گئی اتفاقاً اسی عرصہ میں میرا کتب فروشوں سے گزر ہوا ایک شخص میرے ہاں کتاب لایا اور مجھ سے کہا یہ "مابعد الطبیعة" کے فن میں ہے میں نے انکار کیا اس کے اِصرار سے مجبوراً خریدلی کھولی تو وہ ابو نصر فارابی کی تصنیف نکلی بڑی خوشی ہوئی چنانچہ مطالعہ سے مشکل حل ہو گئی۔[30] (عیون جلد ۲ صفحہ ۴)

(۹) امام رازی مصنف تفسیرِ کبیر وغیرہ فرمایا کرتے:

وَالله إِنِّي أتأسف فِي الْفَوات عَن الِاشْتِغَال بِالْعلمِ فِي وَقت الْأكل فَإِن الْوَقْت وَالزَّمَان عَزِيز۔[31] (عیون جلد ۲ صفحہ ۲۳)

یعنی خدا کی قسم مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیوں کہ فرصت کا وقت بہت عزیز چیز ہے۔

(۱۰) امام یحیٰ ناقل موطا مدینہ منورہ میں ایک روز امام مالک کے درس میں حاضر تھے کہ غَوغا (شور) اُٹھا کہ ہاتھی آیا۔ عرب میں ہاتھی عجوبہ چیز ہے اس آواز کے سنتے ہی سارے طلبہ درس چھوڑ کر بھاگ اُٹھے مگر یحیٰ اسی طرح اطمینان سے بیٹھے رہے۔ امام صاحب نے فرمایا اے یحیٰ تمہارے اُنْدُلُس (اُنْدُلُس یعنی اسپین کے جنوبی

---

[29] (الشقائق النعمانية في علماء الدولة العثمانية. وَمِنْهُم الْعَالم الْفَاضِل الْمولى حسن باشا، دار الكتاب العربي بيروت)

[30] (عيون الأنباء في طبقات الأطباء. الشَّيْخ الرئيس ابْن سينا، دار مكتبة الحياة بيروت)

[31] (عيون الأنباء في طبقات الأطباء. ابن خطيب الري، دار مكتبة الحياة بيروت)

حصے سے منسوب) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی جا کر دیکھ آؤ جواب دیا حضور اُندُلس سے میں آپ کو دیکھنے اور علم سیکھنے آیا ہوں ہاتھی دیکھنے کے لئے یہاں نہیں آیا ہوں۔[۳۲] (ابن صفحہ ۲۱۶)

چه کنم چشم بدمن نکند به کس نگاہے[۳۳]

(۱۱) ابو بکر بن بشار ادب کے مشہور امام بغداد میں شہزادوں کے اَتَالِیق (ادب سکھانے والا معلم) تھے ایک روز قصرِ خلافت کو جاتے ہوئے نَخَّاس (غلاموں اور کنیزوں کی خرید و فروخت کی منڈی) سے گزرے وہاں ان دنوں ایک جَارِیہ (لونڈی) آئی ہوئی تھی جس کے حسن و سلیقے کا سارے بغداد میں شُہرہ (چرچہ) تھا ابن بشار اس کو یکھ کر مفتون (فریفتہ) ہو گئے۔

جب دارالخلافہ میں پہنچے تو خلیفہ نے پوچھا آج کیوں دیر ہو گئی ؟اُنھوں نے ماجرا سنایا خلیفہ نے سن کر خفیہ طور پر وہ جَارِیہ (لونڈی) خرید کر کے ابنِ بشار کے مکان پر اُن کے پہنچنے سے بیشتر (پہلے) پہنچادی۔ جب علامہ ممدوح اپنے مکان پر واپس آئے تو جَارِیہ (لونڈی) کو بیٹھے پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے بھجوائی ہے۔ اُس کو بالا خانے بھیج دیا اور خود وہیں بیٹھ کر ایک علمی مسئلہ کی تحقیق میں مصروف ہو گئے غور کرتے تو طبیعت کا لگاؤ اُس جَارِیہ (لونڈی) کی طرف ہو جاتا۔ ابنِ بشار رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو آواز دی اور فرمایا اُس جَارِیہ (لونڈی) کو واپس لے جاؤ کیوں کہ مطالعہ میں خَلَل آتا ہے چنانچہ حسب الحکم خادم جَارِیہ (لونڈی) کو واپس کر آیا۔[۳۴] (نزہتہ صفحہ ۳۳۶)

(۱۲) ابو البرکات مشہور طبیب ابتداء میں مُوسَوی مِلَّت (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت) کے پیرو تھے اُن کے اُستادِ طب ابو الحسن کی عادت تھی کہ مُنکرینِ مسیح (علیہ السلام) کو طِب نہیں پڑھاتے تھے۔ ابو البرکات اُن کے پاس گئے لیکن ناکام واپس لوٹے۔ مایوسی کے بعد شوق نے ایک راہ بتلائی کہ دربان کو بُلایا اور درس کے وقت دروازے میں چھپ کر بیٹھتے۔

نخواہم داد دربان ترا بہر دروں زحمت
پسند است ایں کہ گاہے بینم آں دیوار بیروں را[۳۵]

سال بھر اسی طرح تعلیم کا فیض حاصل کرتے رہے۔ ایک دن کسی مسئلہ میں اُلجھاؤ پڑ گیا جس کا حل کسی طرح نہ ہو سکا آخر جَسَارت کر کے نکل آئے اور فرمایا اجازت ہو تو کچھ عرض کروں اُستاد صاحب نے اِجازت دی اور اُنھوں نے کسی کے قول سے حل کر کے کہا فلاں روز یہ قول آپ نے ہی نقل فرمایا ابو الحسن نے

[۳۲] (طبقات الفقهاء، فقهاء المالكية، أصبغ بن الفرج، ص٥٢، دار الرائد العربي، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى١٩٧٠)

[۳۳] میں بد نظری کا کیا کروں، میں کسی کی نگاہ کچھ کر نہیں سکتا۔(سعید ضیائی)

[۳۴] (نزهة الالباء فی طبقات الأدباء، ابو بكر بن بشار بن الانباري، ص٢٠، مكتبة المنار، الزرقاء–الاردن، الطبعة: الثالثة١٤٠٥هـ/١٩٨٥م)

[۳۵] میں تیرے دربان کو اندرون خانہ کے لئے تنگ نہ کرونگا کبھی اس بات سے خوش ہوتا ہوں کہ بیرونی دیوار کا نظارہ کروں(ع ضیائی)

حیرت سے پوچھا کہ تم نے میرا بیان کیوں کر سنا اُنہوں نے گذشتہ حال عرض کیا حکیم موصوف کے دل پر اُن کے شوق کا گہرا اثر پڑا اور اعتراف کیا کہ ایسے طالب کو محروم رکھنا جائز نہیں چنانچہ اُسی روز سے ابو البرکات کو شامل درس کر لیا۔[36] (عیون جلد ۱ صفحہ ۲۷۹)

(۱۳) امامِ ادب ابو العباس ثعلب الحانوی اکانوے (۹۱) برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے لیکن ذوقِ مطالعہ ابھی جوان تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن جمعہ کے بعد مسجد سے مکان کو جانے لگے۔ راستہ میں کتاب دیکھتے جاتے تھے کتاب میں اس قدر مَحْوِیَت (توجہ) تھی کہ گھوڑے کو دھکا لگا اس صدمے سے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ لوگ غَشی (بیہوشی) کی حالت میں اُٹھا کر مکان پر لائے ضُعفِ پیری (بڑھاپے کی کمزوری) نے دَم بر (تندرست) نہ ہونے دیا آخر اسی حالت میں انتقال فرما گئے۔[37]

ہمارے علماء و طلبہ اُن کے ذوقِ مطالعہ کو دیکھیں اور ضُعفِ پیری (بڑھاپے کی کمزوری) کو بھی اور پھر راہ نَوَرْدی میں کیا خوب کہا گیا ہے۔

چه حالت است ندانم جمال سلما را	
که بیش دید نش افزوں کند تمنا را[38]	

(۱۴) علامہ سید شریف کو ایامِ طالب علمی میں یہ شوق ہوا کہ شرح مطالع خود اِس کے مصنف سے پڑھیں۔ اِسی دُھن میں وہ ہرات[39] پہنچے اور علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اُن کی عمر اُس وقت دسویں منزل کی اِنتہا پر پہنچی تھی اور قُویٰ (قوتیں) اپنی آخری بہار دکھا رہے تھے۔ کُہن سال (عمر دراز) علامہ نے جوان و باہمت سید کو پڑھانا اپنی طاقت سے باہر سمجھ کر ان سے کہا کہ تم میرے شاگرد مبارک شاہ کے پاس قاہرہ چلے جاؤ اس کا پڑھانا میرا پڑھانا ہے اور چلتے وقت سفارشی خط لکھ دیا۔ میر سید شریف کو شوق نے خُراسان سے مصر پہنچایا قاہرہ پہنچ کر مبارک شاہ سے ملے اور اُستاذ صاحب کا خط پیش کیا۔ سفارش کی وجہ سے حلقہ درس میں شامل تو کر لئے گئے لیکن مستقل سبق مقرر نہ ہو سکا اور نہ ہی جماعتِ قرأت کی اجازت ملی مجبوراً سماع پر قانع (قناعت کرنے والا) ہونا پڑا۔

رات کو مطالعہ میں کافی وقت گزر جاتا ایک دن مبارک شاہ صحنِ مدرسہ میں ٹہل رہے تھے کہ ایک جانب سے کسی کی آواز کان میں آنے لگی متوجہ ہو کر سنا کہ میر سید شریف کہہ رہے تھے قال المصنف کذا و قال الاستاذ کذا و اقول کذا

یعنی مصنف نے یوں فرمایا ہے اور اُستاذ صاحب نے یوں کہا اور میں یوں کہتا ہوں۔

مبارک شاہ کو سید شریف کا بیان دل میں گھر کر گیا اور صبح اُٹھتے ہی اُن کو سب طلباء پر مقدم کر دیا۔[40] (شقاق نعمانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

---

۳۶) (عیون الأنباء في طبقات الأطباء ،أوحد الزَّمَان أَبُو البركات هبة الله بن عَليّ ملكا، دار مكتبة الحياة بيروت)

۳۷) (طبقات المفسرين للداوودي،من اسمه احمد، دار الكتب العلمية بيروت)

۳۸) کیا حالت ہو گئی ہے میں سلمی کے جمال کا اندازہ نہیں کر سکتا کیونکہ اسے زیادہ دیکھنے سے اس کی تمنا اور بڑھ جاتی ہے۔ (ع ضیائی)

۳۹) موجودہ افغانستان کے چونتیس صوبوں میں سے ایک ہے جو ملک کے مغربی حصے میں واقع ہے۔

۴۰) (مفتاح السعادة ومصباح السيادة في موضوعات العلوم ، الباب علم المنطق دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى ھ م)

اس قسم کے واقعات بیشمار ہیں۔ فقیر نے صرف ذوقِ مطالعہ کے اضافہ کے لئے چند ایک بلالحاظ شاہ(بزرگوں کے واقعات) وغیرہ لکھ دیئے ورنہ ہر ایک فن کے علماء وفضلاء کا یہی حال رہا اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ علم نصیب بھی مطالعہ سے ہوتا ہے یہ خام خیال ہے کہ عالم ہو اور مطالعہ نہ ہو وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے اگر کوئی چاہے کہ میں وقت کا امام بنوں تو اُسے چاہیے کہ جس فن کا امام بنناچاہے وہ اُس فن کی ہر کتاب کا غور سے اور بار بار مطالعہ کرے۔

باب سوم

نکتہ اول: مطالعہ کا مادہ طلوع ہے اور طلوع پردہ غیب سے عالمِ ظہور میں آنے کو کہتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے: طلعت الشمس

یعنی سورج عالم غیب سے عالم ظہور میں نمودار ہوا۔

اور مطالعہ مَفاعَلَہ (شاعری کی بحر کا ایک وزن) کا باب اور مَفاعَلَہ میں جانبَیْن (دونوں رُخ یا پہلو) سے برابر کے عمل کو کہتے ہیں۔ اب مطالعہ کا معنی یہ ہوا کہ اِدھر طالب علم نے اپنی توجہ کتاب کی طرف مَبذُول فرمائی اُدھر کتاب نے طالب علم کو اپنے فیوض وبرکات سے نوازا اب دونوں کے گہرے رابطہ سے کام بن گیا۔

نکتہ دوم: کسی کو بار بار غور سے دیکھا جائے تو اگرچہ وہ غیر واقف ہو لیکن بار بار دیکھنے سے وہ سمجھتا ہے کہ شاید اسے میرے سے کوئی تعلق ہے اس لئے دیکھنے والے سے وجہ پوچھتا ہے اسی طرح طالبِ علم نے کتاب کو جب بار بار دیکھا تو کتاب کو اس کے حال پر رحم آیا تو اُس نے اپنے انوار وبرکات سے طالبِ علم کو بھرپور کر دیا۔

نکتہ سوم: کسی اپنے یا پرائے کے گھر جاؤ گے تو وہ آنے کا حال پوچھتا ہے پھر گھر پر آنے کی لاج رکھنے کی خاطر اس کا کام بھی کر دیتا ہے اسی طرح جب طالبِ علم نے کتاب کھولی تو گویا وہ علم وفن کے دروازہ پر پہنچ گیا۔ اب علم کوئی ایسا بے مُروَّت نہیں کہ اپنے پاس آنے والے سے بدسُلوکی کا برتاؤ کرے بلکہ اُس کو فیوض وبرکات سے مالا مال کر دیگا۔

نکتہ چھارم: سخی کا کام ہے کہ سائل کو محروم نہیں لوٹاتا۔ کیا علم کوئی ایسا بخیل ہے کہ طالب علم سائل کو اپنی سخاوت سے محروم لوٹا دے گا؟

نکتہ پنجم: علم ایک مخفی خزانہ ہے جس طرح مخفی خزانہ کی ٹوہ(کھوج) میں دِقَّت (مشکل) ہوتی ہے اور نہایت مُشقَّت کے بعد مَیَسَّر ہوتا ہے اسی طرح علم کے حُصول کے لئے کتاب کے مطالعہ میں خوب دماغ سوزی(دماغی محنت) کی جائے تاکہ علمی جواہرات نصیب ہوں۔

نکتہ ششم: جس کی ملاقات کی تمنا ہوتی ہے اُس کے ملنے کے لئے اُس کے دروازہ پر بار بار حاضری دینی پڑتی ہے اور پھر طبع اُکتاتی بھی نہیں اسی طرح علمی پیاس بجھانے کے لئے کتاب کو بار بار غور سے دیکھنا چاہیے تاکہ محبوب علم بے نقاب ہو کر بازیابی بخشے۔

نکتہ ھفتم: علم ایک معنوی نور ہے جس طرح معنوی نور کے حُصول میں اوراد ووظائف اور شب بیداری و قِلتِ طعام اور قِلتِ کلام وترکِ مجالسِ انام (لوگوں کی مجلس سے دوری) کی ضرورت ہے اس کے لئے بھی نہایت لازمی۔

نکتہ ھشتم: علم افعالِ قلب سے ہے جب تک اسے پورے دھیان سے نہ حاصل کرے صرف زبانی کلامی رَٹّا لگانے سے کام نہیں بنے گا۔

نکتہ نہم: علم اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے جب تک بندہ **تخلقوا بأخلاق الله** (اللہ کے اخلاق کو اپنانے) پر کاربند نہ ہو اس مرتبہ پر پہنچنا دُشوار کام ہے۔

نکتہ دہم: علم سے سیدنا آدم علیہ السلام ملائکہ کے مَسجُود اور اُن سے افضل ٹھہرے اسی طرح اُن کی اولاد بھی اگر علم کی دولت سے بہرہ وَر ہو جائے تو ملائکہ اُس کی پرواز سے عاجز بلکہ خادم ہو جاتے ہیں۔

نکتہ یازدہم: علم تمام عبادات یہاں تک کہ جِہاد سے بھی اَفضل ہے جیسا کہ حدیث باب اول میں گزرا اور علامہ زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ رحمہما اللہ تعالیٰ **تعلیم المتعلم** میں فرماتے ہیں: **وهو أفضل من الغزاة عند أكثر العلماء** [41]

یعنی وہ یعنی علم اکثر علماء کے نزدیک غزوات سے افضل ہے۔

بہر حال علم کے حُصول اور پھر اس میں دُھن لگانا کسی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔

باب چہارم

قاعدہ: بھوکے پیٹ یا کم از کم پیٹ کو تھوڑا خالی رکھ کر مطالعہ کیا جائے۔

اندروں از طعام خالی دار	تا در او نورِ معرفت بینی
تہی از حکمتی به علت آں	که پُری از طعام تا بینی [42]

قاعدہ: یکسوئی و تنہائی میں جہاں شور و غل نہ ہو اور نہ ہی کوئی اَمرِ طبیعت کے لگاؤ میں مانع (رُکاوٹ) ہو۔ اگر ایسا موقعہ مُیَسّر نہ ہو تب بھی خود کو تنہائی میں تصور کر کے مطالعہ میں لگ جائے۔

قاعدہ: بہتر وقت بعد مغرب تا عشاء کا ہے سحر کا تو نہایت ہی موزوں وقت ہوتا ہے۔

قاعدہ: کسی شئے کے ساتھ نہ تکیہ لگایا جائے اور نہ ہی کرسی یا چارپائی پر بیٹھنا چاہیے بلکہ نیچے چٹائی پر ہاں معمولی دَری یا گِلیم (اُون سے بنا ہوا قالین) وغیرہ اُوپر بچھا سکتے ہیں۔

قاعدہ: کتاب کو اولاً اجمالی نظر سے محدود سطریں دیکھ لیں پھر دیکھی ہوئی عبارت کے ہر جملہ کو علیحدہ علیحدہ مُتَعَیَّن (مقرر) کرنے کی کوشش کریں پھر گہری نظر سے دیکھتے جائیں۔ جہاں الفاظ مشکل آجائیں اپنی طرف سے مناسب معنیٰ بنالیں۔ پھر بعد کو لغات کی مستند کتابوں میں دیکھ لیں اسی طرح تا سبق یا ضرورت جو جملہ سمجھ نہ آئے اُسے چھوڑتے جائیں جب اکثر جملے سمجھ آجائیں پھر اُن سمجھے کو بار بار غور سے دیکھیں لیکن سمجھے ہوؤں کے ساتھ ملا کر اِسی طرح

---

[41] (تعليم المتعلم طريق التعلم، فصل في التوكل ﷲ، الشاملة الذهبي)

[42] سعدی، گلستان، باب دوم در اخلاق درویشان، حکایت شمارہ ۲۲
ترجمہ: اپنے باطن کو خواہشوں سے خالی رکھ تاکہ اس میں معرفت کا نور تجھے نظر آئے۔ اس شکم سیری کی بیماری کے ساتھ کہاں تو باطن دیکھ پائے گا حکمتوں اور دانائی سے خالی رہے گا۔ (ع ضیائی)

بار بار کرنے سے حقیقت مُنکشِف (ظاہر) ہو جائے گی۔ لیکن مطالعہ کے اَثناء (دوران) میں کسی سے کوئی مطلب نہ پوچھیں اسی قاعدہ کی بدولت بہت بڑے بڑے فضلاء نے ان بڑھے فنون کو ازبَر کیا جیسا کہ سید میر شریف اور سیدی شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہما و استاذی مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

قاعدہ: کتاب کو اول سے آخر تک بالاِستیعاب (ایک ایک جزو کا احاطہ کرتے ہوئے) دیکھا جائے ایسا نہ ہونا چاہیے کہ بعض اَجزاء اِدھر سے بعض اُدھر سے۔

قاعدہ: جو مضامین یاد ہو سکیں یاد رکھیں اور جو لکھے جا سکیں ایک جگہ لکھتے جائیں۔ بعض طَلَباء شکایتیں کرتے ہیں کہ اُس وقت اگرچہ کتاب کے مضامین یاد ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھول جاتے ہیں۔ واقعی یہ شکایت عموماً ہے لیکن یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ایک وقت مضمون یاد کر کے پھر بھول جانے سے کسی دوسرے وقت اُسی کتاب یا دوسری کتاب سے یاد شدہ اول آسانی سے سمجھ آتا ہے۔ ثانیاً دوبارہ سہ بارہ (تین بار) مطالعہ جات سے پھر ایسا یاد ہو جاتا ہے کہ پھر بھولنے کا نام بھی نہیں لیتا۔

قاعدہ: جس کتاب کا مطالعہ شروع ہوا ایک دم نہ سہی لیکن اس میں ایسے وقفے بھی نہ ہوں کہ جس سے برس یا کئی ماہ گزر جائیں وقفہ کرنے سے کتاب سے اُنس (لگاؤ) ہٹ جاتا ہے اور پے در پے کے مطالعہ سے کتاب مانوس ہو جاتی ہے۔

قاعدہ: مطالعہ کتاب کے وقت ایک سفید کاپی کاغذ اور قلم دوات ساتھ ہو[43] تاکہ جدید فوائد اس میں درج ہو سکیں یا کم از کم ان فوائد پر نشانات ضرور لگاتے جائیں (ضرور احتیاط رہے کہ کتاب بھی خراب نہ ہونے پائے) اس لئے یا تو باریک تراشی ہوئی پنسل سے لگائیں یا ایک علیحدہ کاغذ پر نوٹ کرتے جائیں پھر فارغ وقت میں ان نشان زدہ فوائد کو جب اپنی کاپی میں درج کر لیں تو ربڑ سے وہ پنسلی نشانات ختم کر دیں تاکہ کتاب بھی محفوظ اور صاف ستھری رہے کیوں کہ بڑی کتاب بھی طبیعت کو مُنتشر کرتی ہے۔ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی و دیگر سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا بحمدہٖ تعالیٰ فقیر کی بھی عادت طالبِ علمی سے یہی ہے۔ عربی کا مقولہ ہے: من حفظ شيئا فر د من كتب شيئا

یعنی جس نے کوئی چیز یاد کی وہ پختہ ہو گیا۔

قاعدہ: جس فن کی کوئی کتاب دیکھیں اس سے قبل اس سے آسان کتاب کے سبق کا مطالعہ دیکھ لیں یا جو طالبِ علم بڑی کتاب کے سبق کا مطالعہ کرے اُسے چاہیے کہ وہ پہلے چھوٹی کتاب سے اُسی سبق کا مقام دیکھ لے مثلاً کافیہ پڑھنے والے یا اِسی طرح کنز الدقائق پڑھنے والے اِسی طرح حسامی پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اسباق کے مقامات ہدایۃ النحو (کافیہ کے لئے) قدوری (کنز الدقائق کے لئے) نور الانور (حسامی کے لئے) دیکھیں۔

قاعدہ: کسی سے اِستفادہ کے لئے عار (شرم) نہ کریں۔

قاعدہ: آج والے سبق کا مطالعہ سے قبل کل والے سبق کو دوبارہ ذہن نشین کر لیں تاکہ مطالعہ کے وقت ذہن ماقبل کو مابعد سے مُرتبِط (ربط) کر سکے۔

---

[43] (تعليم المتعلم طريق التعلم. فصل في تعظيم العلم وأهله. الشاملة الذهبي)

قاعدہ: طالبِ علم کے لئے ضروری ہے کہ کل والے سبق کو کم از کم پانچ بار ضرور دُہرائے۔

قاعدہ: سبق یا مضمونِ کتاب کو ایسا کھلے الفاظ اور برجستگی (صاف انداز) سے بیان کرے کہ نہ تو نہایت زور سے چلائے اور نہ ہی معمولی آواز سے کہ طبیعت متاثر ہی نہ ہو۔

حکایت: حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جب فُقہاء کو فِقہ کے مسائل نہایت قوت و برجستگی (صاف انداز) سے بیان فرماتے تو آپ کے داماد مُتَعَجِّب (تعجب میں) رہتے اُن سے تعجُب کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ ان کو پانچ دن سے کھانا نہیں ملا لیکن تاہم مسائل نہایت بَسط و نِشاط (فراخی اور خوشی) سے بیان فرمارہے ہیں۔[44] (تعلیم المتعلم)

كذا كان استاذ حضرت مولانا سردار احمد لائلپوری رحمة الله عليه۔

قاعدہ: دوسرے کو بیان سمجھاتے وقت ایسا کھلا اور واضح بیان کرے کہ اُسے مضمون ذہن نشین ہو جائے اور جب تک اُسے سمجھ نہ آئے یا دل کی گواہی نہ دے بیان سے خاموش نہ ہو۔ اس میں نہ صرف سامع (سُننے والے) کا فائدہ ہے بلکہ مُتَعَلِّم (طالبِ علم) کو نہایت درجہ کے فوائد حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اخفش سے جب پوچھا گیا کہ تم نحو کے امام کیسے بنے؟ تو اُنہوں نے کہا کہ میرے ہاں ایک بکرا تھا۔ جب میں اپنے اُستاد صاحب سے سبق پڑھ کر واپس لوٹتا تو اپنا سبق اُس بکرے کو سمجھاتا۔ تقریر کے بعد آخر میں میں اُسی سے پوچھتا کہ کیا سمجھ آیا۔ جب تک وہ ہاں کے لئے سر نہ ہلاتا تو میں تقریر کرتا رہتا بعض طلبہ کسی کو سبق سمجھانے سے جی چراتے ہیں حالانکہ اُنہیں پتہ نہیں کہ دوسرے کو سمجھانا خود اپنا علمی اضافہ ہے بحمدہٖ تعالیٰ فقیر غفرلہٗ ربہ القدیر کا طالبِ علمی میں یہی دستور تھا اور بفضلہٖ و کرمہٖ اِدراک (عقل و فہم) تھوڑے ایام میں کھل گیا۔

قاعدہ: کافی رات تک جاگنے اور نیند کے دَفعیہ (دُور کرنے) کے لئے چند طریقے ہیں۔

(۱) مغرب سے پیشتر (پہلے) کھانا کھالے تھوڑا کھالے۔

(۲) دوپہر کو تھوڑا آرام کر لیا کرے پھر صبح اُٹھے تو نہایت مبارک گھڑیاں ہیں۔

قاعدہ: مطالعہ کے وقت صرف کتاب کے مضمون کی طرف دِھیان ہو اُس وقت دنیا و عُقبیٰ (آخرت) کے دَھندوں (کاموں) سے پاک ہو کر بیٹھے۔

قاعدہ: طالبِ علم ہر وقت کتاب اپنے ساتھ رکھے جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے: من لم يكن الدفتر فی كمه لم تثبت الحكمة فی قلبه[45]

یعنی جس کے ہاتھ میں کوئی کتاب نہیں اُس کے دل میں حکمت باقی نہیں رہ سکے گی۔

اسی لئے فقیر اپنے احباب و طلَاب (شاگردوں) سے کہا کرتا ہے کہ جس نے ہر وقت اپنے ساتھ کتاب کو ساتھی نہیں بنایا وہ علمی دولتوں سے محروم ہو گا۔

قاعدہ: سوائے علمی مشاغل کے اپنی زبان پر مُہرِ سکوت (خاموشی کی مُہر) لگائے اور خَلوت میں رہے۔

آدابِ مطالعہ:

---

[44] (تعليم المتعلم طريق التعلم. فصل فی بداية السبق وقدره وترتيبه ۱/۸، الشاملة الذهبي)

[45] (تعليم المتعلم طريق التعلم. فصل فيما يورث الحفظ وفيما يورث النسيان ۱/۸، الشاملة الذهبي)

(۱) مطالعہ گاہ میں جانے سے پہلے تمام عَوائِق وعلائِق (سوچ وپریشانیاں) دُنیوی واُخروی تَفَکُّرات (سوچوں) کو برطرف کرکے جائیں۔

(۲) مطالعہ سے پہلے وُضو کرلیں کیوں کہ کتاب کو بے وضو ہاتھ لگانا علم سے محرومی کی دلیل ہے۔ حضرت شمس الائمہ حلوانی فرماتے ہیں:

إنما نلت هذا العلم بالتعظيم، فإني ما أخذت الكاغد إلا بطهارة۔[46] (تعلیم المتعلم)

یعنی مجھے علم صرف علم کی تعظیم سے نصیب ہوا کیوں کہ میں نے سادے کاغذ کو بھی وُضو کے بغیر نہیں چُھوا۔

حکایت: شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ وہ اِسہال (پیٹ کی بیماری) میں مبتلا ہوگئے اور اُدھر کتاب کا مطالعہ بھی کرنا تھا تو ایک شب میں ستائیس بار وُضو کرنا پڑا۔[47] (تعلیم المتعلم)

(۳) اگر ہو سکے تو مطالعہ سے پہلے ایک (بار) دوگانہ (دو رکعت) نفل پڑھے۔

(۴) گُھٹنے کے بل کتاب کو کسی اچھی جگہ چوکی وغیرہ پر رکھ کر مطالعہ کرے پھر نہ لیٹے اور نہ سہارا لگائے ہاں پالتی لگا سکتا ہے اور بیٹھے ہوئے کی صورت میں جس طرح چاہے بیٹھ سکتا ہے۔

(۵) بلاضرورت درمیان میں بات نہ کرے۔

(۶) اگر کسی سے اِستفادہ کرنا پڑے تو عار (شرم) نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بم أدركت العلم؟

یعنی آپ نے اتنا بہت بڑا علم کیسے حاصل کیا؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بلسان سؤول، وقلب عقول

یعنی زبان زیادہ سوال کرنے والی اور دل زیادہ سمجھنے والے سے۔[48] (تعلیم المتعلم)

حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ما استنكفت من الإستفادة من كل أحد وما بخلت من الإفادة[49]

یعنی میں نے اِستفادہ کے لئے سوال کرنے سے عار (شرم) نہیں کی اور کسی کو فائدہ دینے سے بُخل نہیں کیا۔(تعلیم المتعلم)

لیکن یہ بات اس طالبِ علم کے لئے مُضِر (نقصان دہ) ہے جو کل کے سبق کا مطالعہ کررہا ہے ویسے دیگر اوقات میں اور دیگر فضلاء کے لئے یہ طریقہ نہایت موزوں ہے لیکن آج کل تو ہر شخص پھنے خاں ہے دوسرے سے اِستفادہ اپنی ہتک (بے عزتی) سمجھتا ہے۔

(۷) جتنا سمجھ آجائے الحمد للہ جو سمجھ نہ آئے تو دوگانہ پڑھ کر مصنف کی روح کو بخشے اور اپنے اُستاد کا تصور لے کر سو جائے۔

---

[46] (تعليم المتعلم طريق التعلم، فصل في تعظيم العلم وأهله، الشاملة الذهبي)

[47] (تعليم المتعلم طريق التعلم، فصل في تعظيم العلم وأهله، الشاملة الذهبي)

[48] (تعليم المتعلم طريق التعلم، فصل في بداية السبق وقدره وترتيبه، الشاملة الذهبي)

[49] (تعليم المتعلم طريق التعلم، فصل في بداية السبق وقدره وترتيبه، الشاملة الذهبي)

(۸) اُٹھتے ہی بار بار ان بے سمجھے کو سمجھے اور سمجھے ہوئے کو بھی دھیان میں رکھے۔

(۹) اُستاد صاحب کے سامنے جانے سے پہلے اُستاد صاحب کے آدابِ شان بجالائے اُستاد صاحب کے آداب بجالانے سے بھی کئی عُقدے لا ینحل (کبھی حل نہ ہونے والے پیچیدہ مسئلے) حل ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) اُستاد صاحب سے سبق سمجھتے وقت اپنے سمجھے ہوئے کی تصدیق کرانے اور نہ سمجھے ہوئے کو غور سے سمجھے اور اُن کے زائد فوائد بتائے ہوؤں کو نہایت ذوق سے یاد کرے (تلک عشرہ کاملہ) باقی زیادہ ضروری باتیں فقیر کی دوسری تصنیف میں ہیں۔

فصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ افضل الرسل و الانبیاء و علی الہ و اصحابہ الکملاء

و علی اولیاء اُمتہ و علی اساتذۃ علم دینہ و الطلباء

طلبائے کرام سے اپیل: آپ حضرات پر ہی ہماری نگاہیں لگی ہوتی ہے کہ عنقریب آپ حضرات علمِ دین سے فارغ ہو کر دین کو چار چاند لگائیں گے۔ اگر خدانہ کرے آپ ہی میں وہ عادتیں گھر کر گئیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض اور شیطان راضی ہو تو فرمایئے پھر دین کا کیا حشر ہو گا؟

فلہذا اپنی صورت، سیرت اور خصلتوں (عادتوں) کو دینِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نُقوش پر ڈھالیں تاکہ آپ سے ہماری وابستہ اُمیدیں پھلیں پھولیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ موجودہ حضرات طلبائے کرام سَلف کا نمونہ بننے میں اپنے ہمجولیوں (ساتھیوں) سے سبقت کرنے کی کوشش کریں گے۔

خادم الطلبہ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ